

M.B.KHAN ARTIST Oogawan LUCKNOW

جلد ۹ نمبر ۱۹

مضامین غیر

یکشنبہ ۱۸ مئی سنہ ۱۹۲۴ء

مبارکباد

عید پیچھے ٹر

شکر خدا کہ آئی بعد انتظار عید ‏ ہو ہو کے خوش منا تا ہے ہر روزہ دار عید

آپس میں ہوں نہ کیوں بغلگیر کیوں نہوں ‏ لائی نوید رحمت پروردگار عید

دیدے کہ روزہ دار سب آپس میں تہنیت ‏ ملتے ہیں عیدگاہ میں سب بار بار عید

باغ جہاں میں غنچۂ دل سب کے کھل گئے ‏ ہمراہ اپنے لائی ہے تازہ بہار عید

بے وجہ آج شک مسرت نہیں ہوئی ‏ شاید کہ دل سے دھوتی ہے غم کا غبار عید

دل سے وہ سال بھر کی کدورت نکل گئی ‏ مجھ سے ملا جب آکے مرا غمگسار عید

باد صبا سے جوش مسرت میں جھوم کر ‏ گلشن میں مل رہی ہے ہر اک شاخسار عید

غنچے بھی شکر کرتے ہیں فرط نشاط سے ‏ ملتی ہے آج باغ میں ہر گل سے ہزار عید

دلوا یا جا رہا ہے سیویوں پہ فاتحہ ‏ مردے بھی اب منائینگے ہیں انتظار عید

دست قلم بڑھاتے ہوئے شوق سے ریاض

ملنے کو آیا پنچ سے نامہ نگار عید

راقم ــــــ ریاض جسرولی

رباعیات

اسکول میں علم بے نمازی سیکھیں ‏ آزادی و مکر و حیلہ سازی سیکھیں

گر مقصد نسواں ہے عروج تہذیب ‏ آیا ہے وہ وقت سنگبازی سیکھیں

تہذیب میں ہرگز کوئی خامی نہ رہے ‏ میخانے میں آکے تشنہ کامی نہ رہے

تعلیم جو رقص کی بھی جوتی جائے ‏ پھر حسرت لطف خوشخرامی نہ رہے

ناکام رہو سزائے اول ہے یہ ‏ صابر رہو ہر جفا پہ افضل ہے یہ

کہتے ہیں کہ ہر جفاؤں سے کرن ‏ سب جھوٹ ہے مرنے کا تکمل ہے یہ

ہم آتش حسرت میں یہاں بھنتے ہیں ‏ مظلوم ہیں محروم ہیں سر دھنتے ہیں

جاتی نہیں تا گوش صدائے فریاد ‏ ذکر میں یہاں کب بھلا سنتے ہیں

غزل

وہ جام بادہ گلرنگ کا چڑھائے ہوئے ‏ غریب خانہ میں آئے ہیں بے بلائے ہوئے

خدا کے واسطے دکھلائیے مسیحائی ‏ کہ اسپتال میں کچھ نیم جاں ہیں آئے ہوئے

کلور فارم بہت تیز ہو نہ اے سرجن ‏ جفائے یار کے صدمے ہے دل اٹھائے ہوئے

برس پڑینگے اگر آنکھ کچھ کہا میں نے ‏ مثال ابر بہاری ہیں جب چھائے ہوئے

گل کھڑے ہر زمانے کی روشنی میں پھر ‏ خدا سے بیٹھے ہو مسجد میں لو لگائے ہوئے

لگا یا تم نے مرے کوٹ میں جو گلدستہ ‏ تو سب کلب میں ہیں احباب خار کھائے ہوئے

پکچر کی طرح ہوئے وہ نیام سے باہر ‏ کھڑے ہیں سامنے گردن کو ہم جھکائے ہوئے

نہ کیوں کریں تری جو کھٹ پہ سجدۂ شکر ‏ خدا کے بندے ہیں لیکن ترے بنائے ہوئے

بکڑ دلیر کہیں ستے میں حضرت واعظ ‏ ذرا تو ڈانس میں پا چلیے قدم بڑھائے ہوئے

چلے ہیں جانب ڈنسٹ حضرت ناصح ‏ کہ اس کی بزم سے نکلے ہیں منھ کی کھائے ہوئے

مثال خار ہیں گل ہائے باغ آزادی ‏ حسینو دامن تہذیب کو بچائے ہوئے

چلے ہیں شام کو ٹینس کے واسطے شہباز

ہے ریٹ ہاتھ میں عینک بھی ہیں لگائے ہوئے

شہباز بلند پرواز مخدومی

نالۂ رسوا

(از حضرت ڈاکٹر مرزا احمد ہادی صاحب رسوا پی۔ ایچ ڈی)

ساقیا دے شراب توبہ شکن ‏ کیا دل آویز ہے فضائے چمن

کیسی توبہ شباب کے سن میں ‏ کیا فقط نے بہار کے دن میں

وہ ملتی ہے لحن بلبل سے ‏ شعلے اٹھتے ہیں آتش گل سے

دیکھو کیا گھر کے آئے ہیں بادل ‏ لالہ و گل پہ چھائے ہیں بادل

کس ادا سے چمکتی ہے بجلی ‏ کس طرح سے لپکتی ہے بجلی

لو وہ آئی شگوفۂ گل پر ‏ وہ گری آشیان بلبل پر

یہ بھی کیا عاشق گل تر ہے ‏ دیکھو وہ بیقرار مضطر ہے

شور و شیون ہے رعد سے پیدا ‏ یہ بھی کیا ہے بہار پرستیدا

بس بس اے برق بیقرار نہ ہو ‏ بس بس اے ابر اشکبار نہ ہو

باغ میں کوئی آنے والا ہے ‏ گل سے جو حسن میں دوبالا ہے

کھلتی کھلتی وہ چمپئی رنگت ‏ بھولی بھولی وہ موہنی صورت

ترچھی ترچھی نگاہیں قہر خدا ‏ بانکی بانکی ادائیں ہوشربا

وہ قیامت کی چال وہ قامت ‏ دیکھو آئی ہے سرو کی شامت

آفت جاں وہ زلف پر خم ہے ‏ اسکا جو وصف کیجیے کم ہے

شاخ سنبل بہت نہ چیں سے چلے ‏ کہیں دیوانہ ہو کے بل نہ چلے

قہر ہے چشمِ فتنہ گر اسکی
کہ وہ نرگس سے آنکھ جھپکا لے
لب نازک کا اسکے کیا ہے رنگ
گل سوسن بہت نہ اترائے
دستِ صنعت اس زباں درازی کی
نخل کیوں اسقدر بڑھتے ہیں
کچھ اگر ان کے دل میں آئے خیال
سرو شمشاد باغ تک نہ رہے
ہو حق پر آ دوستانِ چمن
جانتے ہو کہ فتنہ خو ہے وہ
کس جھلاوے میں ہو ذرا سنبھلو
کیسی آفت کا سامنا ہے آج
ہم بھی مٹ جائینگے تمہارے ساتھ
کب وفا و کرم کے واسطے ہیں
جب نکالینگے میان سے تلوار
لائقِ امتحاں نہیں تو ہیں
ہم سے سن لو شکایتیں ان کی
جب اٹھاتے ہیں وہ ستم پہ ہاتھ
یوں سزا ملتی ہے محبت کی
جرم یہ ہے کہ چاہتے کیوں ہو

آفتِ ہوش ہے نظر اسکی
کہیں جلووں سے وہ نہ دل ڈالے
جس سے پھیکا ہے سیوتی کا رنگ
وہ اگر اپنی بات پر آئے
کہ یہ ہے شان بے نیازی کی
حد سے بڑھ کر غرور کرتے ہیں
مثل سبزہ ہوں سب ابھی پامال
بیخ و بنیاد باغ تک نہ رہے
ایک آفت ہے وہ بتِ پُرفن
دشمنِ جان و آبرو ہے وہ
بات میری سنو ذرا سنبھلو
کس قیامت کا سامنا ہے آج
کیا ارادہ ہے کچھ ہمارے ساتھ
ہم بھی مشقِ ستم کے واسطے ہیں
دلِ عاشق پہ ہوگا پہلا وار
عاشقِ سخت جاں نہیں تو ہیں
ہم سے پوچھو جفائیں ان کی
پہلے ہوتا ہے صاف ہم پر ہاتھ
یہ بھی خوبی ہے اپنی قسمت کی
ہم سے چاہت نباہتے کیوں ہو

ساقیا دے شراب انگوری
دے نہ وہ جام جو کہ تشنہ نہ ہو
شبِ فرقت نے منہ دکھایا پھر
آسماں کو عزیز تارے ہیں
داغ اختر سے بڑھ کے روشن ہیں
تارے گن گن کے کل گزاری رات
کیا غرض سوئے آسماں دیکھیں
نالہ بے وجہ کیوں نہ ہو شب بھر
کہ فرقت کی رات ہے بھاری
اور تو کس سے زور چلتا ہے
عشق کی کیوں مذمتیں نہ کریں
الحذر عشقِ خانماں برباد
تو نے کٹوائے سر ہزاروں کے
ہے الجھ تجھ سے سوز و آفات

دردِ دل کی دوا ہے مجبوری
تاکہ بے وقت ذہن خستہ نہ ہو
پھر سے مرنے کا وقت آیا پھر
ہم کو سینے کے داغ پیارے ہیں
ماہِ انور سے بڑھ کے روشن ہیں
آج ان کو گنیں گے ساری رات
اپنی آہِ شرر فشاں دیکھیں
آہ و فریاد کیوں نہ ہو شب بھر
مل گیا دل کو شغلِ بیکاری
انہیں باتوں سے دل بہلتا ہے
کیوں ہم اس کی شکایتیں نہ کریں
تیرے ہاتھوں سے ہے جہاں برباد
تو نے کٹوائے گھر ہزاروں کے
ہے تجھی سے یہ سختی و آفات

تو نے فرقت کا داغ دل کو دیا
تیرے کارن ہے جی کی بربادی
واقعی بانیٔ فساد ہے تو
ہیں تجھی سے یہ ولولے دل کے
تیرے باعث سے ہے سینہ پُر چاک
تو نے دی آہِ سرد کو لذت
تیرا انعام گریہ و زاری
تیرا احسان حسرتِ جاوید
چشمِ نمناک تیرے فیض سے ہے
زہر نوشی ترے کرم سے ہے
تو ہی آوارگی کا باعث ہے
تیرا آغاز بے محل مرنا
تیری گردن پہ خوں ہمارا ہے
تو ہی جلادِ جانِ بسمل ہے
تجھ سے ہے دل پہ حسرتوں کا ہجوم
تو نے دکھلائے سبز باغ ہمیں
پہلے جسکو امیدوار کرے
تیرا فقرہ ہے آرزوئے وصال
تو ہی پہلے تباہ کرتا ہے
کیے وعدے ہزار تو نے
پھیر لیتا ہے جیسے کل دے کے
کیوں نہ نالاں ہو میرا دل تجھ سے
تو نے لوٹی بہار باغِ مراد
تو نے مارا ہے جان سے ہم کو
دین و ایماں سے ہاتھ دھو بیٹھے
میں نہ بھولونگا کاوشیں تیری
وجہ ناسازیٔ مزاج ہے تو
تیرا اک کھیل ہے ستمگاری
تیرا حیلہ ہے خوبیٔ تقدیر
ہے ترے ساتھ ساتھ بے اثری
اک زمانہ کو غم دیا تو نے

تو نے داغِ شامِ ہجر دیا
تجھ سے ہے زندگی کی بربادی
ستمِ جانِ نامراد ہے تو
ہیں تجھی سے یہ حوصلے دل کے
تیرے ہاتھوں سے ہے گریباں چاک
تو نے بخشی ہے درد کو لذت
تیرا اکرام ذلت و خواری
تیرے امیدوار نا امید
سینہ صد چاک تیرے فیض سے ہے
خود کشی تیرے دم قدم سے ہے
دل کی بیچارگی کا باعث ہے
تیرا انجام ہے اجل مرنا
تو نے بے موت ہم کو مارا ہے
بیگناہوں کا تو ہی قاتل ہے
شور و شیون کی ہے تجھی سے دھوم
تو نے کیا کیا دیئے نہ داغ ہمیں
پھر پلٹ کر وہی یہ وار کرے
تیرا دھوکا ہے جستجوئے وصال
قتل پھر بے گناہ کرتا ہے
کس سے وعدہ وفا کیا تو نے
داغ دیتا ہے تو ہی گل دے کے
دل پہ ہیں داغ متصل تجھ سے
تو نے گل کر دیا چراغِ مراد
تو نے کھویا جہان سے ہم کو
ہم دل و جاں سے ہاتھ دھو بیٹھے
نقش ہیں دل پہ کاوشیں تیری
مرضِ صعب و لا علاج ہے تو
تیرا اک چٹکلا ہے عیاری
بن پڑے تجھ سے کون سی تدبیر
تجھ سے ہے دور دیر چارہ گری
اک جہاں پر ستم کیا تو نے

توجہ درکار ہے

عید بھی خالی گئی۔ توسیع خاص اشاعت میں دوستوں نے کوشش نہ کی۔ اس شکایت کے جواب میں معذرت کی جگہ صادق الوعد خریدار عنایت فرمایئے جو جھٹ سے منی آرڈر بھیجدیں۔



آزادی

بھئی واہ کیا پیارا نام ہے مردوں پر موقوف نہیں
وہ تو ہر چیز میں تانیث کی بو سونگھ کے دیوانے
ہوجاتے ہیں چاہے مؤنث حقیقی ہو یا لفظی۔ آج
ہر چیز پیاروں کی پیاری اور بیگموں کی آزادی
ہے جس طرح لو کے لیے ضو برق کے واسطے چمک
برق کے لیے چمک سونے کے واسطے چھنک بادل
کے لیے گرج شعلے کے واسطے لپک لازم و ملزوم ہے
اسی طرح تعلیم کے ساتھ آزادی بھی تھپی ہے۔
ایران میں ابھی تک زنانی تعلیم اچھی طرح عام
نہیں ہوئی مگر مردوں سے تقابل کی ٹھہر گئی ہے
پلے کا ہلکا اور بھاری ہونا تارک جا رہا ہے۔
تیم سنے اور کوٹے کی پہنائی ردو ملازمی عمل
پیمائش ہے۔ چنانچہ "زبان زنان" کے
نام سے ایک رسالہ بھی طہران سے شائع ہوتا ہے
اسمیں ایک مضمون بعنوان "زن و مرد" قابل
دید ہے۔ زبان زنان کا متن فارسی اور
بندہ کا حاشیہ اردو ملاحظہ ہو۔

زبان زنان "تو ندا ما پرست من" زن
را زیرا امید اتم زن است کہ "مادر" است"

حاشیہ "تنہا مادر نیست چندہم است"
زن ہو یا مادر ہیں دونوں فساد کی جڑ۔ خانم صاحب
ہند میں زر کہاں جسکی پرستش ہو۔ تمدن قلیل ہے
بھی تو باہر والے بھبھوے نہیں چھوڑتے۔ لے
اڑاتے ہیں دو مرے ہم تو دور ہی سے
آفتاب پرست (گرگٹ) کی طرح آنکھیں سینکتے
ہیں ہاں "زن" کی کمی نہیں مگر واسطے زر کا
زن ہے زر تا انسی نمی شود مقدم زر پرستی ہے
پھر زن پرستی ورنہ زن نیست عشق کیں نیست
کی نصیحت شامل حال ہوگی۔ چند پاپے بال
ہوگی جب جگن لب پر صدائے زن زن بزن۔
ہاتھ میں پاپوش ہو تنگ یا گرز اس لیے اول
زر دار بن۔ بعد کر زن۔ علاوہ اینکہ
ہم زن ما تحصیل زر باشد بالکہ نسبت

زبان زنان۔ ہر کس در ہر چیز از سوزی خود
فرار میکند مگر از مادر سوزی آخرین پناہ گاہ طفل
مغضوب باز دامن شفقت مادر مغضوب میباشد
و جز خدا ہیچکس دارے این مفہوم فوق الافہام
نیست۔

حاشیہ "سچ ہے مثل مشہور ہے "ماں مارے
ماں ہی ماں پکارے" مگر یہ نابالغ دودھ پیتے
بچوں کی عقلی کمزوری ہے۔ بد مزاج بالغ مگر بہی
کا تیا جس نے اٹھایا ہے اسکا دل ہی جانتا ہے
ایک پیر صاحب کو انکے آشنا نے بھاگنے مشورہ
کے دو چھتوں سے سنا اور برہم ہو کر فتوی لگے
ان کے قتل و قتال کرنے۔ یعنی واللہ ہو واقعہ
کوشش کے طبیعت آپے سے باہر ہوگئی۔ [illegible]
ٹین نے غضب کیا۔ محبت کا رشتہ باطل کے جل [illegible]
ہوان کر ہو گیا۔ آخر تم نے مدتوں خدمت کی
روپیہ پیسہ پانی کی طرح بہایا لیکن نفیس [illegible]
لیں اُسپر بھی اُنکے بھاوں کچھ نہ ہوا۔ صاحب بہادر
خاموش رہے۔ دوست نے پھر وہی ذکر شروع
کیا "یار سنئے ہر نالش رائج دوز آن بچہ کو
بھی کچھ خبر ہو کہ پرائی جورو بھگانے کا نتیجہ
ہوتا ہے۔ صاحب بہادر نے کہا کہ لیس یار

معاف کرو۔ نالش کرنے سے کیا ہوگا بڑی برائی
یکہ سزا مل جائے گی۔ ماں وہ عورت بھی ایسی
اڑا کا سٹ کھٹ چڑیل بھی ہے بد زبان ہے کہ
اسکا ساتھ جیل خانہ سے کم نہیں"
خانم صاحب یہ محل ہے جہاں آپ کا مقولہ
بالکل صادق نہیں آتا لیجئے۔
شوہر مغضوب باز زیر دامن شفقت زن عطوف
نمی آید۔

زبان زنان۔ آیا یک نفر زن سراغ داری کہ
مادر نباشد؟ پس اگر عاقلی در عورت را چہ سان
ناقص العقل خواہی پنداشت؟

حاشیہ۔ سنئے خانم صاحب ماں اور بیٹے کا
تعلق مامتا اور محبت کا ہوتا ہے۔ بیٹے کا جسم
ماں کے جسم سے پرورش پا کے نکلتا ہے اسکی
روح کا منبع اور منشا بھی ایک ہے۔ لیکن زن، مرد
ہونے سے پہلے "جورو" ہوتی ہے جسکو انگریزی
میں بیٹر ہاف یعنی بہترین نصف کہتے ہیں۔ عقل کی
تقسیم اپنی اپنی پسند پر موقوف ہے کہتے ہیں
ان میں ممتا محبت کا وجود شاذ و نادر ہی
ہوتا ہے لہذا دونوں حالتوں کو ایک ہی لکڑی
سے ہانکنا قیاس مع الفارق ہے ہاں اسکی

ماسنا کا وجود اگر مشاہدہ میں آیا ہے تو ایسے محل پر جہاں شوہر کمسن اور زوجہ جمیل ہو - ایک تیر دوسری کمان ایک بہری کو پل دوسری پچاپان - ایسے جوڑے میں ناموافقت نہیں ہوتی شفقت مادری اور مصاحبت دونوں کا لطف شوہر صاحب کو حاصل ہوتا ہے تو لڑائی جھگڑائی کی وجہ کیا؟ "نقصان عقل" کا مسئلہ بھی بہت کم درپیش ہوتا ہے درپیش بھی ہو تو شباب و شیب کا فراز و نشیب خود ہی مصالحت کا وکیل اور وقت کا تنسیخ و تعطیل ہے - اگر آپ کی یہ مرضی نہیں ہے کہ آپ کے منصبہ کو آئندہ خست دماغ و نقص عقل سے نسبت دی جائے تو بہتر ہے مگر کچھ دنوں صبر کیجیے ایسی عورت ڈھونڈ لیجیے جو "مادر" ہو "دو زوجہ" شود

زبان زناں: اور آئین ادبی، نور و موشحہ است و ظلمت، مذکر شناختہ می شود۔

حاشیہ: واللہ یہ تو بڑی دھاندلی ہے - ابھی تک معاملہ برعکس ہے - یوں کہیے کہ زمانہ رفتہ رفتہ بدلتا ہے - مردوں میں نسائیت کا مادہ پیدا ہو چلا ہے تھوڑا وقت اور گزر جائے تو ہر مذکر مؤنث ہو جائیگا نور و ظلمت پر کیا موقوف ہے - یہ دونوں اگر رہے گا بھی تو "ماورد ظلمت" کے سایہ میں - دیکھیے داڑھی کو لوگ خدا کا نور کہتے ہیں کرزن فیشن نے چھوٹے نور کو بچھا دیا اور بے نور دونوں کو کافور کر دیا اب نور علیٰ نور جسکو دیکھیے نورانی چہرہ لیے چلا آتا ہے - اگر یہ جاورت زیادہ بڑھی بولٹے کا کیڑا اس کی بغیر نہ رہے گا -

دو تین ہفتہ اُس طرف اخباری کالموں میں ایک صاحبزادے کا حامل ہونا اور بائیس برس کے بعد بچہ جننا چھپ چکا ہے نکبرے دودھ دینے لگے بیل دودھ دینے لگے۔

زبان زناں: کلیہ اشجار و امثار مادہ تحصیل کا تقسیم نمی شود

حاشیہ: بیشک ہاتھ کو ہاتھ پہچانتا ہے - جس کا کھائیے اُسکے گُن گائیے مگر ماہرین نباتات کہتے ہیں کہ اگر تتلیاں ہوا کے جھونکے اور مکھیاں اپنے اعضا میں نر درختوں یا پھولوں سے مادہ تولید لیکے مادہ میں نہ آویں تو مادہ درخت اور بانجھ عورت میں کوئی فرق نہ رہے - ہاں ایک خرابی ہے اگر اتفاقی فضا نے کسیقدر دامن دراز کیا اور مردوں پر نسائیت غالب ہو گئی تو پھر یہ خرنٹ مردوں کو حاصل ہو جائے گا اور آپ کوری رہ جائیگی -

زبان زناں: "گفتی کہ زن گیسش (گیسو) بلند و عقلش کوتاہ است آیا گیسو ریش مرد پشم نیست؟"

حاشیہ: یہ تو کہاوت ہے اسمیں بُرا ماننے کی کوئی بات نہیں - مردوں کے بارے میں بھی ایسی ہی کہاوتیں ہیں سے

گھٹا کی عقل اور داڑھی بڑھا کی

ایک دراز ریش مولوی کا شخص شب کو بستر پر لیٹے مطالعہ میں مصروف تھے، قیافہ کی کتاب تھی اُسمیں لکھا ہوا تھا کہ لمبی داڑھی والے اکثر بیوقوف ہوتے ہیں - داڑھی کی حد یک مشت و دو انگشت ہے حضرت نے منٹھی سے داڑھی ناپی جو فاضل بچی اُسے پکڑ کے چراغ کی لو سے بھڑا دیا لو کی شمع داڑھی کی ظلمت سے لڑی لو کا ملنا ہوا منٹھی جلی گھبرا کے ہاتھ ہٹا لیا آپ جا نچے تھا اور آگ کا مقابلہ ہی کیا شعلے نے ٹھڈی میں وہ بوسۂ سوزاں دیا کہ ہائے کر کے گر پڑے بی بی نے پوچھا کیا ہوا کہنے لگے عقل کا امتحان -

خانم صاحب! داڑھی اور گیسو بقول آپ کے دونوں بہرحال بال ہیں جن لوگوں نے لمبے بالوں والی بیوقوف عورتیں لمبی داڑھی والے بے وقوف مرد دیکھے ہیں اُنھوں نے گیسو بلند و ریش دراز کی ایسی کارستانیاں بھی دیکھی ہیں کہ بڑے بڑے عقلمند دنگ رہ گئے - بلکہ بڑے بڑے عقلا و فلاسفہ ان چند بالوں کے جال میں ایسے پھنسے کہ پھر نکل نہ سکے - یہ دونوں چیزیں عقل رُبا ہیں گیسوئے دراز اور ریش بلند کو سادہ لوحی و کوتاہ اندیشی کی علامت بتانے والے ہمارے نزدیک خود ہی عقل سے دور ہیں -

زلف سانپ کی طرح دوسروں کی عقل کو ڈستی ہے ریش دراز کالی آندھی کی صورت مریدوں اور معتقدوں کے ہوش و خرد کو اڑاتی ہے - ان دونوں کا کاٹا پانی نہیں مانگتا اُنکو بنا بیٹھا رہتا یا آوارہ مارا مارا پھرتا ہے - اس شخص کی خوش قسمتی میں کوئی کلام نہیں جسکو یہ دونوں دولتیں حاصل ہیں -

زبان زناں: زن وزیر داخلہ - مرد وزیر خارجہ ایں مملکت ام الممالک یعنی خانہ حیات شمرد

حاشیہ: دوسرے کا حال تو معلوم نہیں البتہ کرزن کے وزیر خارجہ ہونے میں کلام نہیں ہے

زبان زناں: صلح عمومی عالم روزے ممکن است کہ زمام سیاست جہان از دستہائے آہنیں پیداں بہ آبادی نازنین مادران منتقل شود!!! -

حاشیہ: زمانہ جاہلیت میں عرب کے جنگجو قبائل میں آئے دن لڑائی ٹھنی رہتی تھی - اگر ایک قبیلہ دوسرے سے لڑتے لڑتے تھک جاتا تھا تو ہار ماننے کی علامت یہ مقرر تھی کہ کمزور فریق کی عورتیں میدان جنگ میں نکلتی اور پیشاب کر دیتی تھیں چنانچہ شاعر کہتا ہے سے

نقوتا بابوال النساء جھالۃ
ونحن نلاقیھم ببعض قواضب

(وہ جو ہم سے عورتوں کے پیشاب کے ذریعہ ملاقات ملاقی ہوئے تو نادانی کی ہم اُنسے سفید براق اپنی ہوئی تلواروں کے ساتھ ملاقات کریں گے)

یہ گرم گرم پانی رواں ہوتے ہی آتش جنگ کو افسردہ کر دیتا تھا - اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ جنکے پیشاب کا تیزاب فولاد و شمشیر کو بھی آسانی کلا کے پانی کر دیتا تھا آج بھی ان کی سیاست کی روانی دستہائے آہنی کو موم کی گولی بنا سکتی ہے بشرطیکہ عورتیں فرزندان ناہنجار و ناحق شناس جنا چھوڑ دیں یا مادۂ تولید کی دساور میں ایک ہی مال رکھیں جب جنس برآمد ہو

سنتے ہیں کہ زمانۂ محمد شاہ میں ایک زنانہ فوج بھی تھی - اسکے سپاہی تھے تو جوانمرد مگر لباس زنانہ پہنتے اور ڈولیوں پر چڑھ کے میدان جنگ میں



"سمندر پار گھاٹ کی چراگاہ کا ایک منظر"

بیل :- اور تو سب خیر! مگر خیرا تم کیوں بھونکتے ہو؟"

مسٹر لیبر :- افسوس ہے کہ اب تم نہ گھر کے رہے نہ گھاٹ کے۔ تم تو "حضور عالی" ہو گئے"

شریک ہوتے تھے۔ نادر شاہ سے لڑنے میں سب کے سب کام آگئے مگر منہ نہ پھیرا۔ یہ وضع اس لیے اختیار کی گئی تھی کہ دشمن پیچھے۔ یہ شناعت کسی مرد کے لیے کچھ کم باعث شرم نہیں کہ زنانوں سے لڑے یا لڑائی میں ہار جائے۔ نادری فوج کا ایسا صفایا جیسا اس زن لباس فوج نے کیا میر محمد امین برہان الملک کی توپوں نے نہیں کیا۔ "اوہی" کی آواز کے ساتھ جو وار لگتا تھا قسمہ نہیں لگا چھوڑتا تھا۔ پس جس نقل میں یہ اثر ہو اسکے اصل کا کہاں ٹھکانا۔ اور ابیگنیاں قلماقنیاں حبشنیں ترکنیں محلات کا پہرا دیتی تھیں اور خوب دیتی تھیں۔ "ایادی نازنین" میں بیشک سیاست کی پوری طاقت ہے ایک ہوشیار بچوں کی والدہ شوہر خاں بہادر کو جنگلی مونچھوں پر نیبو لگتے تھے اسی طرح اٹھا بیٹھی کرا سکتی ہے جس طرح ہجوں کو نکارم نگر (لکھنؤ) کے ہیجڑوں نے بھگدڑ کے زمانے میں گوروں سے مورچا چھین لیا تھا۔

انسدادِ مردی و خون سری سے خونریزی عالم کا سدباب ضرور ہو جائے گا۔ فساد کی جڑ کٹ گئی تو "زر زمین زن" پر جھگڑے ہونے کا محل کہاں رہا۔ مگر غانم صاحب ہم تو متعجب ہیں اور غلام بھی زن مریدان یورپ کا راستہ دیکھ رہے ہیں جو کہ فرانس۔ انگلینڈ۔ روس۔ روم۔ البتہ بنا اسوقت صاحب خانہ کے عہدہ سے معزول ہوکے اہل خانہ بن جائیں گے۔ (باقی آئندہ)

م۔ ف

قلم مرداں

قلمی ترشح

مسٹر مائیکل اوڈوائر اور ساتھ کے ہم قافیہ سر نائر کا کا مقدمہ ولایت میں بڑی دھوم دھام سے چل رہا ہے گورا جتنا انصاف کا ہے لوگوں کے مزاج سے موافقت نہیں رکھتا چنانچہ بڑے لاٹ صاحب کی نظیر موجود ہے۔ اس مقدمہ کا نتیجہ ابھی معلوم نہیں مگر بقول دیہاتیوں کے "پوت کے پاؤں پالنے ہی میں معلوم ہو جاتے ہیں" آثار اچھے نظر نہیں آتے انصاف ہوگا مگر وہی گورا گر راجبیں کہیں سیاہی کی چھینٹ نہ ہو۔ جج صاحب "وقوع" کے متعلق "بعض احتمالات" کا اظہار فرماتے ہیں۔ اگر کسی امر واقعی کی نفی احتمالات کی آندھی سے گر گئی تو کیا ہوگا؟۔ سر نائر بیچارے تو اس امید میں ہوں گے کہ "شبہ کا فائدہ مدعا علیہ کو ملتا ہے" یہاں مدعی کی وکالت کا حق خود جج صاحب ادا کر رہے ہیں جتنے شبہ ہیں اگر وہ سب مدعی کے پالے نام ہو گئے تو مدعا علیہ صاحب کے واسطے سوائے انصاف کے گن گانے کے اور کوئی چارہ نہیں۔ پنڈت جگت نرائن صاحب بھی ولایت گئے ہیں افواہ ہے کہ انکی روانگی کی علت سر نائر کی پشت گرمی ہے۔

سنا جاتا ہے کہ جنرل ڈائر صاحب مرض فالج میں گرفتار ہو رکاب ہیں۔ بیشک انھیں کو از کم اس وقت تک بیمار و گوشہ گزین رہنا چاہیے جب تک سر سکرن نائر اور سر مائیکل اوڈوائر کی مقدمہ بازی باقی ہے اور جج صاحب واقعات کی واقعیت واہیت میں امکانی احتمالات کے ذریعے گورے چٹے انصاف کو واضح نہیں فرماتے اسکے بعد رفتہ رفتہ کمال آہستگی کے ساتھ معدوم صحت کا اعادہ ہونا ضروری ہے۔ ایسوں کو مرنے کی عادت نہیں ہوتی اسلیے اگر جنرل صاحب ایک مرتبہ مر کے دکھا بھی دیں تو بھی ہمیں اس عمل عادی کے وقوع میں اشتباہ رہے گا۔ یہ عمل بیماری کے واسطے موزوں ہو تو ہو مرنے کے لیے ہرگز مناسب نہیں ہے۔ اسکے علاوہ مرنا غیرت داری ہے۔ سر مائیکل کی خوش قسمتی کا روگ جو انکی جان کو لگا ہے وہ اگرچہ سخت ہے مگر جان گسل نہیں ہے۔

مشہور مولف ڈکشنری ڈاکٹر جانسن سے ایک لیڈی نے کہا کہ آپ کی ڈکشنری میں فحش الفاظ بہت ہیں۔ ڈاکٹر صاحب مسکرائے لیڈی صاحب جلائیں۔ "جی آپ مسکراتے ہیں کیا میں مسخری کرتی ہوں" ڈاکٹر نے کہا آپ کے دشمن مسخرے ہوں مگر شاید آپ کو فحش لفظوں کی تلاش کا اتفاق زیادہ رہتا ہے۔"؟

ہمارے ایک ناشناسا مہربان نے ہمدم کے کسی مضمون میں اودھ پنچ کے مضامین کو دائرۂ تہذیب سے باہر قرار دیا ہے۔ چونکہ وہ مضمون بچشم خود نہیں دیکھا۔ سنا ہوا مطلب ظاہر کرنے کے بعد ہم بھی ڈاکٹر جانسن کی تقلید کرتے اور یہی جواب دیتے ہیں کہ اس اخلاقی ڈکشنری (اودھ پنچ) میں ہمارے مہربان کو شاید اپنے طبعی رجحان کا سامان مل گیا۔ ورنہ ہماری نیت تو اصلاح اخلاق رذیلہ ہے۔ ہم نہ خوشامد کرکے پیٹ پالتے ہیں نہ حکام کی دربداری کرتے ہیں اور اسکے ساتھ ہی ذاتی عناد کا انتقام بھی اپنے پرچے کے ذریعہ سے نہیں لیتے۔ البتہ کسی صاحبزادے کی رامپوری اور کسی حاکم کی پونچھ تہذیب سے مستفید ہونے کا موقع ہمیں نہیں ملا یہ ہماری خوش قسمتی ہے نہیں اس عنوان تہذیب خدا بچائے۔ جسطرح ایک وکیل زنا بالجبر یا جرم خلاف فطرت کے مقدمہ میں جرح پر مجبور ہے یا کوئی ڈاکٹری کا طبیب پروفیسر جا و بیجا اعضا کے بیان حال سے بچ نہیں سکتا یا کسی حاکم شرع کے لیے طہارت و حیض و مسائل بلوغ وغیرہ کا مفصل اظہار ناگزیر ہے ٹھیک اسی طرح ایک ظریف کے سامنے بیسیوں ہی واقعات آ جاتے ہیں۔ مقام نصیحت میں یہ ظرافت عقلا کے نزدیک قابل گرفت نہیں ہے۔ ہمیں تاسف ہے خدا کے کلام کی کہ وہ مچھر کی کہاوت کہنے سے بھی نہیں شرماتا۔

ہوا پر کچھ زور کسی کا نہیں ہے۔ جب چوبائی چلتی ہے اور کسی نقطہ پر چاروں طرف کی ہوا کا اجتماع مساوی قوت کے ساتھ ہوتا ہے تو وہ گھرا ناچتی ہوا لپیٹ سے آسمان جاتی ہے جسے گردباد یا بونڈرا کہتے ہیں۔ دیہاتی منعقا کا قول ہے کہ اس چکر میں شیطان کا مسکن ہے۔ عورتیں ہمیشہ اپنے

بچوں کو ملوے کے پاس جانے سے روکتی ہیں۔ انکا اعتقاد ہے کہ آسیب کی شکل یہی ہے کہیں ایسا نہو کہ آسیب کے سایہ میں بچہ آجائے۔

عرب میں ایک ہوا چلتی ہے جسے باد سموم کہتے ہیں وہ لارڈ کرزن کی عقل کی طرح ہوائی نہیں بلکہ ایک جھونکا سا چلتا ہے اونٹ کو اسکے چلنے کی اطلاع چند منٹ پہلے ہوجاتی ہے یہ بیچارہ اس قاتل اور جلنے والی گرم ہوا سے بچنے کے لیے اپنا تھوتھن جھنوں میں ریت بالو کے اندر دفن کر دیتا ہے عرب اونٹ کی اس حرکت سے تاڑ جاتے ہیں کہ سموم چلنے والی ہے وہ ہوا کا کونسلوں کی طرح بائیکاٹ اگرچہ نہیں کرتے مگر جھٹ خود بھی ریگ کے ڈھیر میں منہ گھسیڑ دیتے ہیں اگر ایسا نہ کریں تو نتھنوں کی راہ سے یہ ہوا اندر داخل ہوجائے بیچارہ بہت جلد پھیپھڑا سوجے اور بدن میں آبلہ پڑجائیں۔

لکھا ہے صوبہ اودھ کے ضلع ہردوئی میں یہ بھی اطلاع سنا گیا ہے کہ بدحالی کے ساتھ سموم کا جھونکا بھی آیا گرد باد صاحب نے میلوں کا چکر باندھا بڑے بڑے تناور درخت جڑ سے اکھڑ گئے سیکڑوں آدمیوں کے چہرے جھلس گئے جھکڑوں نے درختوں پر بسیرا لیا تمام مکانات اڑا دھڑام سب تہ بچے پر بلا نازل غریب رعایا پر ڈائرشاہی عالم طاری۔ افسوس اونٹ کی برکت سے ہندوستان ناواقف محض ہے۔ کچھ لوگوں کو اسکے خصائص وخاصیات معلوم بھی ہیں مگر وہ اپنے علم سے کام نہیں لیتے۔ یہاں کے بعض شخصی دستینیوشن گردباد عامہ وسموم استبداد کی زد میں آنے والے ہیں انکو خدا عقل دے تو ابھی سے کسی اونٹ کی پیروی کریں اور ادھر شترمرغ میاں کی طرح ریت میں غائب کرکے دیکھیں اور ادھر خود بھی [illegible] ہوجائیں انشاءاللہ محفوظ رہیں گے۔

اخباری براعظم میں ایک اور ہوا بھی چلی ہے وہ کیا ؟ ؟ [illegible] کی ہوا جو یورپ [illegible] کے [illegible] جانکار اس ہوا سے بچاتے پھرتے ہیں۔ یہ ہوا پچھوا ہے اس سے پہلے بغاوت کی پروائی چل چکی ہے [illegible]

ہوڑ شہد اب تک درد کر رہے ہیں۔ گڑ بچھاؤ کا جھگڑا کبھی دیوانی کی طرف سے چلتا ہے کبھی فوجداری کی جانب سے۔ معزز زمیندار لاہور سترہ ہزار کے پھندے میں آگیا وہ ایک معتبر پرچہ ہے [illegible] پندرہ اشاعتوں میں امید ہے کہ [illegible] کہ کر اس مصیبت سے نجات حاصل کرے گا۔ [illegible] دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند کی لو چل گئی۔ بعض دیگر جرائد بھی سینک رہے ہیں منجملہ انکے سنا ہے کہ ایشیا (بحوالہ ریاست لاہور) کے ایڈیٹر کو لالہ گنیش داس نے نوٹس دیا ہے۔ شاید ایشیا کے کسی مضمون میں لالہ صاحب کو بے سمجھے بوجھے بغیر تجربہ کے دغا باز لکھدیا۔ لالہ صاحب کہتے ہیں کھلی معافی مانگو۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ اگر یہ صحیح ہے تو ضرور معافی مانگو۔ بلیغ کا ثبوت کوئی مشکل نہیں پس دعوے ثابت ہونے میں کوئی دیر نہ لگے گی۔ وہ یقینا دغا باز ہیں ورنہ دعوے کیوں کرتے۔ لہ ثبوت غریب ایشیا کو بھی پروائی سے ضرر پہونچ گیا۔ ایک عربی شاعر کہتا ہے ؎

جراحات السنان لہا التیام
ولا یلتام ما جرح اللسان

فارسی میں اسکا ثانی ترجمہ یوں ہوا ؎

آنچہ زخم زبان کند بامرد
زخم شمشیر جانستاں نہ کند

اب ہوا پلٹ گئی یعنی جراحت زبان وقلم کا التیام دفعہ ۵۰۰ سے بخوبی ہوجاتا ہے۔ خدا جانے لوگوں کا قلم آجکل کیوں بے پڑ ہو گیا ہے۔ بجائے لالہ جی کے اگر ایڈیٹر صاحب اپنے قلم کو [illegible] دعوے صحیح ہو تو [illegible] کہیں تو زیادہ مناسب ہے۔

بعض بالغ النظروں نے کانپور کی مل میں ہڑتالی مزدوروں کے ہنگامہ کو بالشویکی سازش اور مقدمہ سے ربط دیا تھا اسی متعلق سے

اگر یہ کہیں کہ بعض گورے غیر سرکاری [illegible] کی اس ہوا نے پر عمل کرنا شروع کر دیا ہے کہ ہندوستانیوں کو افیم کھلا کے قتل۔ بجوا خیال سلطنت۔ صاحب۔ خون سرد کی منافع۔ خوش باد بنانے کے لیے قدم اٹھایا تو کچھ بیجا ہوگا چنانچہ پچھلی میں مسٹر اندر سیوا [illegible] فخرالدین [illegible] رکھنے کا مقدمہ چل رہا ہے کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کے پاس سے پولیس نے [illegible] برآمد کی۔ دیکھیے فیصلہ کیا ہوتا ہے۔ مہاتما گاندھی کیوں کہتے ہیں کہ افیم بھی لو چرخا کاتو شاید نہیں خبر نہیں کہ [illegible] افیم کی گولی میں [illegible] سستی [illegible] خیال بھی اس [illegible] کی جیسی خاصیت ہے چرخا کاتنے میں معین ہوگی۔

ایک تجربہ کار کا قول ہے کہ انسان لبرل ہوتے ہی مغرور ہوجاتا ہے۔ ہندوستان کے لبرل بھی خواہ مخواہ اپنے حسن خیال وخوش قسمتی پر بھروسہ [illegible] اور انگلستانی لبرلوں کے گروہ [illegible] مسٹر اسکوئتھ بھی اسی بیماری میں مبتلا ہیں۔ گویا زمانہ کی طبیعت میں کوئی انقلاب ہی نہیں ہوا یا عوام کے ٹوڈی پن کی انقلاب مزاجی ہوا میں اڑ جائے گی۔ یہ خیال خام ہے۔

جنرل سر ولیم برڈوڈ افواج کی مطالبات کی کمیٹی کے صدر مقرر ہوئے ہیں۔ پیسہ اخبار آپکی مدح سرائی میں رطب اللسان ہے۔ منجملہ اور صفات کے ایک وصف یہ ہے کہ جنرل موصوف کی زاد بوم ہندوستان ہے۔ ہندوستانیوں کو بڑی شکایت تو یہی ہے کہ ہندوستان میں پیدا ہوتے ہی ہندوستان کی محبت اغیار کے دل سے جاتی رہتی ہے لیکن ہے کہ سر ولیم برڈوڈ اس سے مستثنیٰ ہوں مگر ابھی تک ہم لوگوں کو ان سے اطمینان نہیں ہے۔ اور اسکے اطمینان کی خاطر بعض ایسی نظیر پیش کرنی ہونگی جنھوں نے ہندوستان کا حق مادری ادا کیا ہو۔ یا حق نمک کا پاس کیا ہو۔

بعض ضروری امور کا اظہار

(۱) جو حضرات ایک آدھ پرچہ نمونہ کے طور پر منگاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری طبیعت اور مذاق پر جیسا مضمون نکلے گا اس کی قابلیت ایڈیٹر کی مستعدی ادر اُنہیں کافی واقفیت ہو گئی اُنکی رائے اکثر صحیح نہیں ہوتی۔

ہمارا قاعدہ ہے کہ فالتو پرچہ دفتر میں بچ رہتے ہیں اُن کو نمونہ میں صرف کر ڈالتے ہیں۔ طالب مفت کو اس ایک پرچہ میں اپنے مفید مطلب باتیں ملیں یا نہ ملیں اسکی پروا نہیں۔ لہذا کم از کم ایک سہ ماہی کے واسطے خریدار ہو جانا نمونہ طلب کرنے سے بدرجہا بہتر ہے۔ اگر اس قلیل مدت میں ناظر کو ظرافت کے ساتھ اخلاقی علمی و ادبی فوائد محسوس ہوں اور چند مضمون بھی اُنکے مذاق کے موافق نکل آئیں تو دام وصول۔ ورنہ پنچ بھی ہزار نعمت کھائی، ما بخیر شما بسلامت۔

(۲) نمونہ پسند آنے پر وی پی کی فرمائش خواہ مخواہ ڈاکخانہ کو سخاوت دکھانے کے مساوی ہے لہذا حضرت منی آرڈر بھیجیے کہ ہم انتظار وصول زر قیمت سے اور آپ انتظار ورود مولانا پنچ کی زحمت سے بچیں بعد دو آنہ کی جگہ چار آنہ بھی صرف نہ ہوں۔

(۳) بعض قدردان دفتر سے ختم مدت ختم خریداری کی اطلاع پر توجہ نہیں فرماتے جب پرچہ بند ہو جاتا ہے تو ناراض ہوتے ہیں کہ کیوں ہمارا اعتبار نہ کیا اب جتنے پرچہ اس بیچ میں ناغہ ہو گئے سب اکٹھا بھیجو تاکہ فائل ناقص نہ رہے۔ اُنکی تعمیل ارشاد صرف اُسی صورت میں ممکن ہے کہ فالتو پرچہ دفتر میں موجود ہو۔

(۴) جو پرچہ ڈاکیوں کی نوازش سے گم ہو جائیں وہ صرف ۲ ہفتہ کے اندر دوبارہ بھیجے جا سکتے ہیں بعد ختم ہفتہ اور شام کی ضرورت نہیں اطلاعی پوسٹ کارڈ بھیجیے اور پرچہ منگائیے۔

(۵) اگر یہ پرچہ (پنچ) ملک کے لیے آپ کی رائے میں مفید ہے تو خود خریدار ہو جانے سے پورا حق قدردانی ادا نہیں ہوتا بلکہ چند احباب جن سے اسکی اشاعت کی امکانی کوشش بھی فرمائیے۔ خیر الناس من ینفع الناس۔

والسلام۔

منیجر

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائے گی۔

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کیجائیگی۔

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔ علاوہ خاص حالتوں کے بچا ہوا پرچہ واپس نہ لیے جائیں گے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ

(۱) مجلدات اودھ پنچ ۱۹۲۲ء کی چند ہی جلدیں جمع ہو سکیں مشتاقین جلد طلب فرمائیں قیمت فی جلد سے مع محصول ڈاک

(۲) جلد ۱۹۲۳ء کے وہ نمبر ابھی نمبروں میں انشا پردازی کے بہترین نمونہ موجود ہیں ظریفانہ مضامین کے مشتاقین کو فوراً طلب کرنا چاہیے فی جلد عہ علاوہ محصول ڈاک

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳ - اودھ پنچ لکھنؤ

موسم گرما کا تحفہ

معدن الادویہ لکھنؤ کے تیار کردہ شربت جنکی دھوم سارے ہندوستان میں ہے خالص [illegible] اور عرقیات سے تیار کیے ہوئے [illegible] بے نظیر صورت میں دلاویز ذائقہ میں خوشبو لطافت میں بے عدیل ہیں دل و دماغ کو فرحت، قلب کو سکون و راحت آنکھوں کو [illegible] بخشتے ہیں، شدت عطش کو دور کرتے ہیں - جلد طلب فرمائیے -

شربت بہار	شربت [illegible]	شربت انار ولایتی	شربت کیوڑہ	شربت بید مشک	شربت کیسرو	شربت بادام	شربت فالسہ
فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار
شربت رنگترہ	شربت لیمو	شربت نارنج	شربت انناس	شربت انگور	عرق کیوڑہ حیدرآبادی		عرق بید مشک لاہوری
فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار		فی بوتل عار

ارزاں بعت گراں بحکمت کے مقولہ کو یاد رکھیے" ولایتی ایسنس و رنگ [illegible] سے بنے ہوئے شربتوں سے پرہیز کیجیے فہرست مفت طلب فرمائیے قریب کا ریلوے اسٹیشن کا نام ضرور تحریر فرمائیے اور ۱؎ رقم پیشگی محصول ادا کرنے کے لیے روانہ کیجیے

المشتہر

منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہمیں گرو بنا دیا

اور

ایک گراموفون کی طرح سروں کے محفوظ رکھنے

بلکہ

گلے کے جملہ حرکات کا غذ پر لکھ لینے کے قابل بنا دیا

ایک

مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے

حصہ اول کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ سنا حال موسیقی کے جزو علمی اور عملی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اس کا

حصہ دوم

زیر طبع ہے - حصہ دوم میں مصنف نے اساتذہ فن کے سینہ بسینہ

علم کو

سفینہ بنا دیا ہے

یعنی

تان سین کے صدے سے ناز دھال بلکہ صدہا اساتذہ فن کی گائکی لوگوں کے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے -

استاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں ان سے نقل کی گئی ہیں - لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں ان کے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملے گا فی الحقیقت مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لے کے اس کتاب کو مرتب کیا ہے حصہ دوم کی ضخامت [illegible] ہو نے والی ہے اور قیمت اُن خریداروں کے واسطے جو پہلے سے خریداری کی درخواست روانہ فرمائیں پانچ روپیہ مقرر کی جاتی ہے حصہ اول کی قیمت عہ فی جلد - محصول ڈاک ہر حال میں ذمہ خریدار -

المشتہر - منیجر اودھ پنچ لکھنؤ